Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۲/۷۷ | منگل ۱۳۔ شعبان ۱۴۱۲ھ، ۱۸۔ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش، ۱۸۔ فروری ۱۹۹۲ء | نمبر ۴۰

ازبکستان، بخارا اور سمرقند میں اُردو جاننے والے

"ازبکستان، بخارا اور سمرقند وغیرہ کے علاقے ہیں ان میں بڑے اچھے اُردو دان بھی موجود ہیں۔ جب میں نے اپنا نمائندہ وہاں بھجوایا تو مجھے معلوم کرکے حیرت ہوئی کہ بہت ہی اچھے اردو دان جو ریڈیو اور ٹیلیویژن پر بھی اردو میں تقریریں کرتے ہیں اور پھر بعض اردو کے رسالے بھی شائع کرتے ہیں وہ نہ صرف وہاں مہیا ہیں بلکہ بہت ہی معمولی داموں پر ان کی صلاحیتوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے"۔
(ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان کو صرف پنجگانہ نماز اور روزوں وغیرہ احکام کی ظاہری بجا آوری پر ہی ناز نہیں کرنا چاہیئے کہ نماز پڑھنی تھی پڑھ لی۔ روزے رکھنے تھے رکھ لئے، .... وغیرہ۔ نوافل ہمیشہ نیک اعمال کے مُتمّم و مُکمّل ہوتے ہیں اور یہی ترقیات کا موجب ہوتا ہے۔ (صاحبِ ایمان) کی تعریف یہ ہے کہ خیرات و صدقہ وغیرہ جو خدا نے اس پر فرض ٹھہرایا ہے بجا لاوے اور ہر ایک کارِ خیر کے کرنے میں اس کو ذاتی محبّت ہو اور کسی تصنع و نمائش و ریا کو اس میں دخل نہ ہو۔ یہ حالت (صاحب ایمان) کی اس کے سچّے اخلاص اور تعلّق کو ظاہر کرتی ہے اور ایک سچّا اور مضبوط رشتہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اُس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اور اس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سُنتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے۔ الغرض ہر ایک فعل اُس کا اور ہر ایک حرکت سکُون اس کا اللہ ہی کا ہوتا ہے۔ اس وقت جو اس سے دشمنی کرتا ہے۔ وہ خدا سے دشمنی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے کہ مَیں کسی بات میں اس قدر تردّد نہیں کرتا جس قدر کہ اس کی مَوت میں۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۴۳-۳۴۴)

"اور معاصی کی مثال تو حُقّہ کی سی ہے کہ اس کے چھوڑ دینے سے کوئی دقّت و مشکل کی بات نظر نہیں آتی۔ مگر شرک کی مثال افیم کی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جس کا چھوڑنا محال ہے۔ بعض کا یہ خیال بھی ہوگا کہ انقطاع الی اللہ کر کے تباہ ہو جاویں؟ مگر یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ کی راہ میں برباد ہونا آباد ہونا ہے۔ اس کی راہ میں مارا جانا زندہ ہونا ہے۔ کیا دنیا میں ایسی کم مثالیں اور نظیریں ہیں کہ جو لوگ اس کی راہ میں قتل کئے گئے۔ ہلاک کئے گئے۔ ان کے زندہ جاوید ہونے کا ثبوت ذرّہ ذرّہ زمین میں ملتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۴۴)

درخواست دُعا

لندن سے بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلسلہ کے نہایت مخلص اور بے لوث خادم مکرم میاں عبدالباقی ارشد صاحب نائب امیر جماعتہائے برطانیہ و افسر جلسہ سالانہ یو۔کے کو ۱۷ فروری کو کرامویل ہسپتال لندن میں داخل کیا جا رہا ہے۔ اور مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۹۲ء کو، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو، ان کے دل کا آپریشن (بائی پاس گرافٹنگ) ہوگا۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپریشن کامیاب فرمائے۔ اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے۔ اس خادم سلسلہ کو شفاء کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور لمبی کام والی عمر عطا فرمائے۔

اعلانِ نکاح

مکرم محمد عامر احمد خان صاحب متعلم ایم بی بی ایس فائینل ایر ابن مکرم محمد قاسم خان صاحب نائب ناظر مال خرچ ربوہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ الشکور طلعت صاحبہ بنت مکرم ملک عبدالرّب صاحب دارالرحمت ربوہ مبلغ ۴۰ ہزار روپے حق مہر پر اور مکرم محمد خالد احمد خان صاحب متعلم بی ایس سی فائینل ابن مکرم محمد قاسم خان صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ فوزیہ فرحانہ صاحبہ بنت مکرم محمد ہارون خان صاحب دارالعلوم ربوہ مبلغ ۴۰ ہزار حق مہر پر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورّخ احمدیت نے بیت اقصیٰ ربوہ میں مورخہ ۱۴ فروری بعد نماز جمعہ پڑھا۔

محمد عامر احمد صاحب۔ محمد خالد احمد اور فوزیہ فرحانہ مکرم مولوی نذیر احمد خان صاحب کے پوتے اور محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری سابق ناظر اشاعت کے نواسے نواسی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

انسانی زندگی کے ہر فعل میں کامیابی کیلئے دعا کی ضرورت ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

انسانی ضروریات دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ قسم ہے جس میں کائنات کی ہر شئے اس کے ساتھ شامل ہے اور اس قسم کی ضرورتوں کے لئے مانگنے کی حاجت نہیں۔

مثلاً دل کی دھڑکن ہے زندگی کے ساتھ ضروری ہے کہ دل اپنی صحت مند حرکت کے ساتھ دھڑکتا رہے۔ تو کہیں ہمیں یہ دعا نہیں سکھائی گئی کہ اے اللہ! ہمارا دل اپنی صحت مند حرکت کے ساتھ دھڑکتا رہے۔ صحت کی دعا سکھائی لیکن جو ضرورت دل کو تھی دل کو دعا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ چیز میں اس وقت واضح کرنا چاہتا ہوں۔ آنکھ کو اپنے دیکھنے کے لئے کسی دعا کی حاجت نہیں تھی اس کی حاجت اللہ تعالیٰ بغیر دعا کے پوری کر رہا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم کا ہر ذرہ جو ہے اس کی وہ ضرورت جو دوسری کائنات کی مخلوقات میں مشترک

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۸ ۔ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش ۔ ۱۸ ۔ فروری ۱۹۹۲ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پہ سلامتی نازل فرماتا رہے فرماتے ہیں :

۱ ــــ جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کیلئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون (------) یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے ہیں) کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے اور اسے اطمینانِ قلب عطا کرتا ہے ۔

۲ ــــ انسان کو چاہیئے جب کہیں جاوے تو سب سے نیچی جگہ اپنے لئے تجویز کرے ۔ اگر وہ کسی اور جگہ کے لائق ہو گا تو میزبان خود اسے بُلا کر جگہ دے گا اور اس کی عزّت کرے گا ۔

۳ ــــ قلوب میں عظمت ڈالنی انسانی ہاتھ کا کام نہیں ہے ۔ یہ ایک کشش ہوتی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتی ہے ۔

۴ ــــ دو چیزوں کے باہم تعلق اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے ۔ اسی طرح ہر انسان کی محبت اور دنیا کی چیزوں کی محبّت کی رگڑ سے الٰہی محبّت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہو کر خدا سے دُور ہو جاتا ہے اور ہر قسم کی بیقراری کا شکار ہو جاتا ہے ۔

۵ ــــ جب اللہ تعالیٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے ۔ دل میں ایک رقّت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے ۔ لیکن جب دعا کی قبولیت کا وقت نہیں ہوتا تو دل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا ۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو ۔ مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی ۔

۶ ــــ اہل اللہ کہتے ہیں کہ جب انسان عابد کامل ہو جاتا ہے اس وقت اس کی ساری عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں پھر خود ہی اس جملہ کی شرح کرتے ہیں کہ اس سے یہ مطلب نہیں کہ نماز روزہ معاف ہو جاتا ہے ۔ نہیں ۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں یعنی عبادت کو وہ ایسے طور پر ادا کرتا ہے ۔ جیسے دونوں وقت روٹی کھاتا ہے ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ارشاد ہے کہ حضور کی تصانیف کو کم از کم تین دفعہ مطالعہ کیا جائے ۔ ہم اپنے قارئین سے گذارش کریں گے کہ حضور کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اگر آپ عملی زندگی سے تعلق رکھنے والے ارشادات کو نوٹس کی صورت میں لکھتے جائیں تو یقیناً آپ کے پاس رہنمائی کے لئے ایک بہت بڑا ذخیرۂ ارشاد جمع ہو جائے گا ۔

رات دن گردش میں ہیں ارض و سما
دیکھیے ہم کو یہ دکھلائیں گے کیا
ہاتھ بڑھنا ہے فقط تیری طرف
ہے تری ہی ذات اپنا آسرا

ــــــ الوالاقبال

یُوں وقفِ تلاشِ یار ہو جا
اِک پیکرِ اضطرار ہو جا

ہے زندہ لہو تری رگوں میں
اُٹھ باغ میں تازہ کار ہو جا

طُوفاں میں نہیں حباب بنتے
گرداب سے ہمکنار ہو جا

دامن سے کسی طرح اُلجھ جا
گُل ہو نہ سکے تو خار ہو جا

ہے بادِ صبا تو ہو خراماں
بُلبُل ہے تو نغمہ بار ہو جا

دریا ہو نصیب، موج بن جا
گلخن جو ملے، شرار ہو جا

کیا ڈھونڈتا ہے چمن چمن میں
تنویرؔ تُو خود بہار ہو جا

روشن دین تنویر

محنت کی عادت

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے خطبہ جمعہ ۱۲ ، جنوری ۱۹۳۷ء میں دیگر امور کے علاوہ فرمایا :

میں نے یہ بارہا کہا ہے کہ بے کار مت رہو ۔ اور کام کرو ۔ اس میں امیر غریب سب مساوی ہیں ۔ بلکہ غریب کو جس کا پیٹ خالی ہے ۔ کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے ۔ مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ تحریک جدید تمہیں اس وقت تک کامیاب نہیں کر سکتی جب تک رات دن ایک کر کے کام نہ کرو ۔ اپنی راتوں اور دنوں پر قبضہ نہ کر لو ۔ اور ایسی عادت نہ ڈال لو کہ جس کام کو اختیار کرو ایسی طرح کرو کہ جس طرح ہمارے ملک میں کہتے ہیں تخت یا تختہ ۔ جب تک یہ رُوح پیدا نہ ہو جب تک کوئی شخص اپنے آپ کو فنا کرنے کے لئے تیار نہ ہو اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی ۔ تم لاکھ ایڑیاں رگڑو مگر اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ۔ جب تک اس طریق پر کام نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے کامیاب ہونے کے لئے مقرر کیا ہے ۔ مَیں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ محنت کی عادت ڈالو ۔ بے کاری کی عادت کو ترک کر دو ۔ فضول مجلسیں بنا کر گپیں ہانکنا چھوڑ دو ۔ (.....) حُقّہ اور دیگر ایسی لغو عادتوں میں وقت ضائع نہ کرو ۔ اور کوشش کرو کہ زیادہ سے زیادہ کام کر سکو ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت میر محمد اسحاق صاحب

ہستیٔ باری تعالیٰ

دہریوں کی طرف سے ہمیشہ یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اگر خدا ہے تو ہمیں دکھاؤ اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جو ہر ایک دہریہ سے سنا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ دہریوں کا یہ مطالبہ بالکل ناواجب ہے کیونکہ ہر چیز کے ثبوت کے لئے صرف دیکھنا ہی معیار نہیں بلکہ بہت سی چیزیں اگر دیکھ کر معلوم ہوتی ہیں تو بہت سی ایسی بھی ہیں جو دیکھنے سے ثابت نہیں ہوتیں بلکہ چکھنے سے جیسے کڑوی میٹھی۔ پھیکی۔ نمکین۔ ایسی تمام چیزیں دیکھنے میں یکساں ہیں اور آنکھ ان میں کوئی تمیز نہیں کر سکتی۔ لیکن ان چیزوں میں امتیاز صرف چکھنے سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک دہریہ کے سامنے دعویٰ کرے کہ کڑوا بادام دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر کوئی ہے تو مجھے اس کی کڑواہٹ دکھاؤ۔ اس کے جواب میں وہ دہریہ ایسے شخص کو کہے گا۔ بادام کا کڑوا اور میٹھا ہونا آنکھ سے نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ یہ تو قوتِ ذائقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بس یہی جواب ہم اس دہریہ کو دیں گے۔ جو کہتا ہے کہ میں خدا کو تب مانوں گا جب وہ ان آنکھوں سے نظر آجاوے۔ ہم اسے کہیں گے کہ یہ بات ضروری نہیں کہ ہر چیز صرف آنکھ ہی کے دیکھنے سے ثابت ہوتی ہے بلکہ کوئی چیز دیکھنے سے۔ کوئی چکھنے سے کوئی سونگھنے سے۔ اسی طرح خوش آواز اور بد آواز کانوں سے معلوم ہوتی ہے۔ گرمی سردی سختی نرمی چھونے سے۔ غرض کسی چیز کے ماننے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیں نظر بھی آجاوے۔ جیسے کسی چیز کا کڑوا ہونا آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اس کے لئے قوت ذائقہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کسی چیز کا گرم سرد ہونا بھی آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے قوت لامسہ کی ضرورت ہے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خدا باوجود اس کے کہ وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا پھر موجود ہو۔ جیسا کہ خوشبو اور بدبو گرمی اور سردی یہ سب چیزیں دنیا میں موجود ہیں اور پھر ان آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ اس لئے دہریوں کا یہ مطالبہ کہ خدا دکھاؤ۔ ایک بیہودہ مطالبہ ہے۔ کیونکہ مختلف چیزوں کے ثبوت کے لئے مختلف ذریعے ہیں۔ کسی چیز کے ثبوت کیلئے آنکھ کی ضرورت ہے اور کسی چیز کے معلوم کرنے کے لئے سونگھنے کی ضرورت ہے اور کوئی چیز چھونے سے ثابت ہوتی ہے۔

دوسرا ذریعہ

یہ تو حواسِ خمسہ ہوئے۔ اب اس کے آگے چلو۔ دیکھو بعض ایسی چیزیں ہیں جو حواس خمسہ میں سے کسی ایک حواس سے بھی معلوم نہیں ہوتیں بلکہ ان کے معلوم کرنے کا کوئی اور ہی ذریعہ ہے مثلاً محبت۔ غضب۔ عقل۔ فہم۔ قوت وغیرہ یہ سب چیزیں حواس خمسہ کے ذریعہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔ مثال کے طور پر عقل کو لو۔ نہ تو آنکھ سے نظر آتی ہے نہ سونگھنے سے اس کا پتہ چلتا ہے اور نہ یہ کوئی آواز ہے جو کانوں سے سنائی دے اور نہ کوئی ایسا جسم ہے جسے چھو کر معلوم کیا جاوے اور نہ اسے زبان ہی سے چکھ سکتے ہیں۔ بلکہ اسے ہم اس کے نتائج اور اثرات سے معلوم کرتے ہیں۔ مثلاً ہم زید کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک کام بڑی عمدگی سے کرتا ہے اور ادھر بکر بھی وہ کام کرتا ہے لیکن بہت بری طرح تو ہم کو زید کے کام اور بکر کے کام پر موازنہ کرنے سے یہ پتہ لگا کہ زید کے دماغ میں کوئی ایسی قوت ہے جس کے ذریعہ زید نے اپنے کام کو عمدگی سے ادا کیا اور بکر کے دماغ میں وہ قوت نہیں جس کے نہ ہونے کی وجہ سے اس سے وہ کام اچھی طرح نہ ہو سکا۔ پھر ہم نے کہا کہ دوسروں کے سمجھانے کے لئے کوئی نام تجویز کرو اور اسی طرح ہم نے اس قوت کا نام عقل رکھا۔ اب دیکھو کہ یہ معلوم کرنا کہ فلاں شخص عقلمند ہے اور فلاں شخص بیوقوف۔ نہ تو آنکھ سے معلوم ہوتا ہے نہ چکھنے سے اور نہ حواسِ خمسہ میں سے کسی حواس سے بلکہ اس کے معلوم کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ ہم عقل کے اثرات اور اس کے نتائج سے معلوم کریں گے۔ جب ہم دیکھیں گے ایک شخص مشکل سے مشکل کام کر سکتا ہے اور پیچیدہ سے پیچیدہ امور کو سلجھا سکتا ہے تو ہم کہہ دیں گے کہ اس میں عقل ہے کیونکہ مشکل سے مشکل کام کرنا اور پیچیدہ امور کو سلجھانا یہ عقل کا نتیجہ ہے۔ پس جب ہم نے نتیجہ کا مشاہدہ کیا تو ہمیں اصل چیز کا بھی پتہ لگ گیا۔ اسی طرح ہم ایک دہریہ کو کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی تو کوئی حرج نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر چیز حواسِ خمسہ سے ہی معلوم ہو بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو حواسِ خمسہ سے تو معلوم نہیں ہوتیں بلکہ اپنے اثرات اور نتائج سے۔ اور انہیں تم بھی مانتے ہو مثلاً عقل کا وجود۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اس کے افعال کے نتائج اور اثرات سے ہم پیش کریں تو بجا ہے۔ اور پھر کسی دہریہ کو اس کے ماننے میں پس و پیش نہ کرنا چاہیئے اور نہ وہ پھر یہ عذر کر سکتا ہے کہ چونکہ خدا کی ہستی مجھے حواسِ خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے میں اس کی ہستی تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ خود دہریے ایسی چیزوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں جنہیں وہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم نہیں کرتے بلکہ کسی اور ذریعہ سے اس کا وجود بہم پہنچاتے ہیں۔ جیسے عقل و فہم۔ دیکھو عقل کے وجود کو دہریے بھی مانتے ہیں۔ اس لئے کسی کو عقلمند اور کسی کو بیوقوف کہتے ہیں۔ حالانکہ حواسِ خمسہ کے ذریعے انہیں عقل کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اسی طرح انسان کے جسم میں جو روح ہے وہ ایک ایسی چیز ہے جس کے وجود کا وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ایسی چیز ہے جو سونگھنے۔ چھونے دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس ہی سے اسے ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کے نتائج اور اثرات کو دیکھ کر ہم اس کے وجود کے قائل ہوتے ہیں۔ مثلاً جب ہم ایک زندہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ چلتا ہے پھرتا ہے ہنستا ہے روتا ہے۔ سنتا ہے۔ بولتا ہے ادھر ایک مردہ پڑا ہے۔ وہ نہ چلتا پھرتا ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے اور نہ سن سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔ اس فرق کو دیکھ کر ہم نے معلوم کیا کہ اس زندہ میں ایک ایسی چیز ہے جو بولنے سننے ہنسنے۔ رونے چلنے پھرنے کا موجب ہے اور اس مردہ میں وہ چیز نہیں۔ تب ہی نہ وہ روتا ہے۔ نہ ہنستا اور نہ زندوں کے سے اور ہی کام کر سکتا ہے۔ پھر ہم نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے اس کا نام روح تجویز کیا۔ دیکھو روح ایک ایسی چیز ہے جس کو دہریے بھی تسلیم کرتے ہیں حالانکہ وہ حواس خمسہ سے ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے نتائج و مشاہدات سے۔ اس لئے ہم ایک دہریہ کو کہیں گے کہ تمہارا خدا کو دیکھنے کا مطالبہ ایک غلط مطالبہ ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے ثبوت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ دیکھی جاوے۔ یا حواسِ خمسہ کے ذریعہ محسوس کی جاوے۔ بلکہ کبھی ایک چیز کا ثبوت اس کے فعل کے نتائج اور اثرات سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ روح کا وجود نہ دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے اور نہ حواس خمسہ کے ذریعہ بلکہ اپنے اثرات اور نتائج کی وجہ سے اسی طرح اگر ہم ہستی باری تعالیٰ کے افعال اور صفات کے اثرات سے اس کا وجود ثابت کریں تو مان لینے میں مضائقہ نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ تم خود بہت سی ایسی چیزیں مانتے ہو جنہیں تم نے دیکھنے یا حواسِ خمسہ کے ذریعے تسلیم نہیں کیا بلکہ صرف ان کے اثرات اور نتائج سے جیسے زمانہ۔ روح۔ قوت عقل فہم۔ محبت غضب وغیرہ وغیرہ

تیسرا ذریعہ

پھر اس کے بعد کسی شئے کے ثبوت کے لئے ایک تیسرا ذریعہ ہے اور وہ سماع یا دوسرے لفظوں میں صادقوں کی شہادت ہے کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جو ہیں نہ حواسِ خمسہ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں اور نہ اپنے اثرات اور نتائج سے بلکہ صرف لوگوں کی شہادت سے۔ دیکھو اورنگ زیب کو نہ تو ہم نے دیکھا۔ نہ ہمارے حواس خمسہ نے اسے محسوس کیا اور نہ وہ اپنے اثرات سے ثابت ہوتا ہے بلکہ صرف سماعی شہادت ہے جو نسلاً در نسلاً دیتے آئے اور اس کے وجود کا اقرار اس کے زمانہ سے لے کر اب تک ہر قوم کے ایسے راستباز کرتے چلے آئے ہیں جن کے متعلق ہمارا وہم بھی یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ سب جھوٹ بول رہے ہیں اور کسی بات کے معلوم کرنے کا یہ ایک ایسا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کو ایک دہریہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ کیا کوئی ایسا دہریہ ہے جو اورنگ زیب یا اکبر کے وجود کا منکر ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ سب کے سب مقر ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ راستبازوں کی شہادت پر مجبوراً انسان کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے ورنہ علم تاریخ سب کا سب باطل ہو جائے گا۔ اچھا پرانے واقعات کو جانے دو۔ اب جو بڑی عظیم الشان جنگ ہو رہی ہے۔ اور فرانس ایک بڑے معرکہ کا مقام بن رہا ہے۔ لاکھوں کروڑوں ہندوستانی اس مقام سے ہزاروں میل دور ہیں۔ اور انہوں نے جنگ کا نظارہ نہیں دیکھا۔ توپیں چلتی ہوئی نہیں دیکھیں نہ بندوقیں دغتی ہوئی ان کو سنائی دیں لیکن تب بھی سب کو اس جنگ کے وجود کا یقین ہے۔ ان کے علاوہ جس قدر دہریے ہیں وہ بھی یقین کرتے ہیں کہ فرانس میں جنگ ہو رہی ہے۔ حالانکہ ان کے اصولوں کے مطابق انہیں منکر ہونا چاہیئے کیونکہ انہوں نے لڑائی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر کوئی ایک دہریہ بھی اس جنگ کے وجود کا منکر نہیں۔ صرف اسی لئے کہ سچ بولنے والوں نے شہادت دی کہ واقعہ میں فرانس میں ایک جنگ ہو رہی ہے اسی طرح ہم دہریوں کو کہتے ہیں کہ اگر ہر قوم کے صادق اور راستبازوں کی شہادت خدا کے وجود کے متعلق ہم پیش کریں تو تمہیں اس ہستی کے اقرار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ جس طرح تم تھوڑے سے راستبازوں کی شہادت پر بڑے بڑے واقعات کا اقرار

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد خان رفیق

دعوت الی اللہ کے چند تجارب

۱۸ فروری ۱۹۵۹ء کو صبح دس بجے کے قریب ہمارا جہاز CALIDONIA انگلستان کے ساحل لیورپول پر لنگر انداز ہوا اور میں نے دعوت الی اللہ کے میدان میں پہلا قدم رکھا۔ لیورپول سے لندن قریباً ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گاڑی میں سوار ہوا تو لندن تک خیالات و جذبات کا ایک ریلا دماغ پر حاوی رہا۔ میدانِ عمل کی وسعت اور اپنی کم مائیگی کے احساس نے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی طرف موڑ دیا۔ آج میں اُس ملک کے عوام میں دعوت الی اللہ کے لئے جا رہا تھا جنہوں نے مادی طور پر قریباً ایک صدی تک دنیا بھر پر حکومت کی تھی۔ جو آج بھی باوجود مادی اور رُوحانی تنزّل کے اپنے آپ کو دنیا میں سب سے عظیم سمجھتی ہے۔ جہاں مال و دولت کی فراوانی ہے اور جہاں سے عیسائیت کے مشنری دنیا بھر میں بھیجے جاتے ہیں لیکن حضرت بانی سلسلہ کے متبعین اور آپ کے آئمہ کے بھیجے ہوئے مربیان پر اللہ تعالیٰ رعبِ دجّال طاری ہونے نہیں دیتا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب استغناء کی لازوال دَولت سے مالامال کر رکھا ہے۔ لیکن کیفیت یہ ہے کہ ایک طرف دجّالی قوتیں پورے زوروں میں ہیں۔ مال و دولت، وسائل و ذرائع، جاہ و جلال سب ان کے حصہ میں آیا ہے لیکن روحانی رفعت، تعلق باللہ اور تائیداتِ سماوی ہم احمدیوں کے حصہ میں آئی ہیں۔

میں انہی خیالات میں مگن تھا کہ لندن کا یوسٹن سٹیشن آگیا۔ جہاں چند احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہاں سے مشن ہاؤس پہنچے اور جاتے ہی کفر گڑھ کے مرکز لندن میں پہلی تعمیر کی جانے والی بیت الذکر میں دو رکعت نفل پڑھے۔ اس وقت بھی دل کی عجیب حالت تھی۔ یہ وہ بیت الذکر ہے جو احمدی خواتین کی عظیم قربانیوں کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

انگلستان میں مجھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے بارہ سال خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ اس عرصہ میں کئی نئے تجارب بھی ہوئے۔ کئی وقتی ناکامیوں کا بھی منہ دیکھنا پڑا اور بے شمار افضالِ خداوندی کو بھی اپنی آنکھوں سے اترتے دیکھا۔ تائیداتِ سماوی کا مشاہدہ بھی کیا۔ اس دَور کے چند واقعات و تجربات ایسے ہیں جو دل و دماغ پر نقش ہو چکے ہیں اور جن کا تذکرہ میں یہاں کرنا چاہتا ہوں تا دعوت الی اللہ کے میدان میں جانے والے نئے احباب بھی اس سے کچھ فائدہ اٹھا سکیں۔

ایک مرتبہ چند احباب کو لے کر میں انگلستان کے ساحلِ سمندر پر آباد خوبصورت شہر برائٹن گیا۔ دن خوب گرم تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ انگلستان میں جہاں مہینوں سورج نظر نہیں آتا ایسا دن بہت ہی اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اور جونہی ایسا دن نکلے لوگ ساحلِ سمندر کی طرف لاکھوں کی تعداد میں نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ہر ساحلی شہر میں میلہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ہم نے دو اڑھائی ہزار اشتہار لے کر ساحل پر بانٹنے شروع کئے۔ یہ میرا اشتہار بانٹنے کا پہلا تجربہ تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ لوگ یا تو اشتہار لیتے ہی نہیں اور یا بددلی سے لے بھی لیں تو پھینک دیتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا انگریز ملا جو ہندوستان میں کافی عرصہ رہ کر آیا تھا اس سے ذرا بے تکلفی ہوئی تو میں نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ لوگوں کو یہاں مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تبھی تو ہمارے اشتہارات کو یونہی ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں یہ بات نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے۔ بے وقت کی چیز بے قدر ہو جاتی ہے۔ انگریز قوم کے افراد ساحل سمندر پر تفریح کے لئے آتے ہیں۔ وہ آرام اور تفریح کے موڈ میں ہوتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ایسے موڈ میں مذہب جیسے سنجیدہ موضوع پر گفتگو کریں یا سنجیدہ لٹریچر پڑھیں، پھر کہا میرے عزیز! ہر چیز کا ایک وقت اور جگہ ہوتی ہے۔ اس سے مجھے دعوت الی اللہ کا ایک اہم سبق ملا کہ ہر بات اپنے موقع و محل کے مطابق ہونی چاہیئے۔ بے موقع بات کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ نہ ہی بے موقع دعوت الی اللہ موثر ہو سکتی ہے۔

ایک مرتبہ میں مشن ہاؤس میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک انگریز آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے آپ کے مذہب کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے بغیر اس سے کچھ مزید پوچھے بات شروع کر دی اور وفاتِ ۔۔۔۔ ثابت کرنے پر پورا زور لگا دیا اور قریباً آدھ گھنٹہ تک اس کو وفاتِ ۔۔۔ از رُوئے بائیبل کے دلائل دیتا رہا۔ وہ خاموشی سے سُنتا رہا اور کچھ بھی سوال وغیرہ نہ کیا۔ جب میں اپنی بات ختم کر چکا تو بڑے آرام سے اس نے کہا کہ میں تو یہ بھی نہیں مانتا کہ حضرت عیسیٰؑ نامی کوئی شخص گزرا ہے، مجھے ان کی ۔۔۔۔ میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں تو دہریہ ہوں۔ اس بات نے مجھے بہت شرمندہ کیا کہ میں نے کیوں نہ اس سے پہلے اس کے عقائد پوچھ لئے۔

اس واقعہ نے مجھے یہ سبق دیا کہ دعوت الی اللہ کے مخاطب فرد کی مثال مریض کی سی ہے۔ اور داعی الی اللہ کی مثال طبیب کی۔ طبیب کا فرض ہے کہ دوا یا نسخہ تجویز کرنے سے قبل مریض سے بالتفصیل اس کے مرض کے بارے میں دریافت کر لے تا کہ صحیح نسخہ تجویز کر سکے۔ اب اگر میں پہلے اس انگریز سے اس کے عقائد کے بارے میں دریافت کر لیتا تو ایک تو ہم دونوں کا وقت ضائع نہ ہوتا اور مجھے اس سے صحیح رنگ میں بات کرنے کا موقع بھی مل جاتا۔

دعوت الی اللہ کے میدان میں اہم ترین بات دعاؤں میں شغف ہے۔ دعاؤں کے بغیر ہرگز کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ دلوں کا کھولنا اور وقت پر جواب سمجھانا محض دُعاؤں کے ذریعہ ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ ورنہ انسان خواہ لاکھ منطقی بات کر رہا ہو اور کلام میں کتنی بھی فصاحت اس کو حاصل ہو دوسرے انسان کا دل اپنی طرف راغب نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کو قائل کر سکتا ہے۔ دعاؤں کے نتیجہ میں غیر معمولی کامیابی کے کئی واقعات ایسے ہیں جو اس میدان میں اللہ تعالیٰ نے دکھائے۔ اس وقت میں صرف دو واقعات کے ذکر کرنے پر ہی اکتفاء کرتا ہوں۔

۱۹۶۰ء میں مجھے پی آئی اے کمپنی نے مفت لندن تا کراچی کا واپسی ٹکٹ دیا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک ماہ کے لئے پاکستان آیا۔ حضرت فضل عمر کی خدمتِ بابرکت میں چند مرتبہ حاضر ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ حضور نے انگلستان میں ہماری کارکردگی کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ ہمیں اپنی توجہ فوراً برائٹن کی طرف کرنی چاہیئے۔ برائٹن لندن سے قریباً ۶۵ میل کے فاصلہ پر واقع ساحلی شہر ہے۔ حضور ۱۹۲۴ء اور ۱۹۵۵ء میں دونوں دَورہ ہائے انگلستان کے دَوران برائٹن بھی تشریف لے گئے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں برائٹن کے میئر نے حضور کو وہ کمرہ بھی دکھایا جہاں ملکہ الزبتھ اوّل کے دَور میں ترکی سے مسلمان جرنیل آ کر ٹھہرے تھے اور جگہ جگہ دیواروں پر کلمہ طیبہ کندہ کرایا تھا۔ برائٹن اس وقت یہودی اثر سے بہت متاثر ہے۔ یہودیوں نے بے شمار ہوٹل اور ریسٹورنٹ بنا رکھے ہیں۔ واپسی پر حضور کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار برائٹن گیا اور وہاں ایک ہال کرایہ پر حاصل کر کے لوکل اخبارات میں اس مضمون کے اشتہار دیئے کہ فلاں تاریخ کو میری تقریر ہوگی۔ ۵۰۰۰ کی تعداد میں ہینڈ بل بھی ان تقاریر کے متعلق شائع کر کے گھر گھر پہنچا دیئے گئے۔

مقررہ دن ہم لندن سے آٹھ دس احمدی دوست وہاں پہنچے۔ ہال کو ٹھیک کیا اور اس انتظار میں باہر کھڑے ہو گئے کہ لوگوں کا استقبال کر سکیں۔ تقریر کے وقت میں دس منٹ رہ گئے لیکن کوئی ایک شخص بھی نہ آیا۔ جس سے قدرتاً بہت گھبراہٹ ہوئی۔ خرچ بھی خاصا ہو چکا تھا۔ میں نے دوستوں کو تجویز پیش کی کہ وہ ہال کے اندر آجائیں اور اجتماعی طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنت اور خرچ کو جو ہم کر چکے ہیں ضائع ہونے سے بچا لے اور اپنے فضل سے کچھ لوگ بھیج دے جن کو ہم اپنی بات سُنا سکیں۔ ہم نے دس بارہ منٹ تک بڑی رقّت کے ساتھ دعا کی اور پھر باہر آ گئے اور جتنے لوگ بھی باہر ملے ان کو تقریر سُننے کی دعوت دینی شروع کی۔ ہم نے یہ عجیب نظارہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا دیکھا کہ ہر شخص نے ہماری دعوت کو قبول کیا اور منٹوں میں ہال کھچا کھچ بھر گیا۔ اس پہلی تقریر کے دَوران ہی جو میں نے ہستی باری تعالیٰ پر کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خاتون کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ایک ایمان افروز واقعہ اس خاتون کا یہ ہے کہ جب انہوں نے بیعت کر لی تو میں نے ان کو علاوہ اور باتوں کے یہ بھی بتایا کہ اب سُؤر کا گوشت نہیں کھانا اور نہ ہی شراب پینی ہے۔ چند دن بعد یہ خاتون مجھے ملیں تو کہنے لگیں کہ مجھے ایک مشکل پیش آ گئی تھی اس کا جواب آپ دیں۔ میں نے پوچھا کیا مشکل پیش آ گئی تھی؟ کہنے لگیں کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد جب میں گھر گئی تو گھر میں مُرغ پکا ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ تھوڑا سا سُؤر کے گوشت کا ٹکڑا بھی پکایا گیا تھا۔ اب میں شش و پنج میں پڑ گئی کہ کیا اتنی تھوڑی مقدار میں بھی سُؤر کا گوشت کھانا منع ہے یا اتنے سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ میں نے پوچھا کہ پھر تم نے کیا کیا؟ کہنے لگیں کہ میں نے سوچ کر اس کو نہ کھانے کا فیصلہ کیا۔ اس خیال کے ساتھ کہ اگر امام صاحب نے مجھے بتایا کہ اتنی تھوڑی مقدار میں بھی کھانا درست نہ تھا تو مجھے گناہ تو ہو ہی جائے گا۔ لیکن اگر انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہ تھی تو آئندہ کھا لیا کروں گی۔

قبولیتِ دعا کا ایک دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ انگلستان کی بہائی سوسائٹی نے ایک تقریب منعقد کی جس میں ہر مذہب کے نمائندہ کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے مذہب کی تعلیم "مذہبی رواداری" کے موضوع پر بیان کرے۔ مجھے بھی دعوت دی گئی۔ میں نے بڑی دعا کی کہ الٰہی! اس محفل میں ہر مذہب کا نمائندہ ہوگا۔ تُو محض اپنے فضل سے میرے مذہب کو فتح نصیب کرنا۔ اس محفل کی صدارت ایلنگ کے میئر نے کی۔ بہت لوگ جمع تھے۔ اخبارات کے نمائندگان بھی موجود تھے۔ آخر میں میری تقریر تھی۔ جب میں نے تقریر ختم کی تو صاحبِ صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ میرا منصب یہ نہیں ہے اور نہ ہی میں چاہتا ہوں کہ تقاریر پر تبصرہ کروں لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سب سے اچھی

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

محمد الیاس منیر

محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ

کسی کا ذکر آتے ہی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگیں تو جہاں وہ آنسو اس کی دلی کیفیت کے غماز اور عکاس ہوتے ہیں، وہاں تیرتے ہوئے ان نیروں میں اس شخصیت کی سیرت کی جھلک بھی نظر آنے لگتی ہے۔ جس کا ذکر ہو رہا ہو۔ آنسوؤں میں بننے والی سیرت و کردار کی یہ تصویر بڑی ہی سچی اور بڑی ہی اثر انگیز ہوتی ہے۔

ان سطور میں بھی ایک ایسی شخصیت کی تصویر کشی کر رہا ہوں، جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا مگر اس کی تصویر اس کی رحلت کے بعد اس کے بیٹے کی آنکھوں میں تیرتے ہوئے آنسوؤں میں بنتی ہوئی ضرور دیکھی ہے۔

میرے نہایت مہربان اور پیارے بھائی عبدالودود صاحب آف لاہور کی والدہ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالمجید صاحب عاجز، ۷ ارمئی ۱۹۹۱ء کو وفات پا گئیں۔

ان کی زندگی ہر پہلو سے کامیاب زندگی رہی۔ آپ نے ساری عمر جہدِ مسلسل کو اپنا مطمحِ نظر بنائے رکھا۔ اور اس طرح سے ایک شاندار مثال بن کر زندۂ جاوید ہوگئیں۔

مجھے ان کے بیٹے نے ان کے حالاتِ زندگی کے بارہ میں جو کچھ بتلایا، اس کی ابتداء ان دنوں سے ہوتی ہے جب انکے شوہر ملازمت ترک کر کے لاہور آبسے تھے۔ اور اس کے جلد بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ یہ کوئی بیس برس پہلے کی بات ہے اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیس سال کا یہ عرصہ نہایت صبر و شکر اور وفا و رضا کے ساتھ گذارنے کا ہی چیلنج قبول نہیں بلکہ پانچ بیٹوں اور تین بیٹیوں کی پرورش، تعلیم و تربیت کا فریضہ بھی ایک زبردست چیلنج بن کر آپ کے سامنے کھڑا تھا۔ آپ نے یہ چیلنج بھی قبول کیا اور بہت اچھی طرح یہ فریضہ نبھایا۔ آپ نے اپنے دل و دماغ اور جسم و روح کو کلیۃً اس اہم ترین فریضہ کو ادا کرنے اور اس اہم ترین مقصد کو حاصل کرنے پر لگا دیا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج ان کی ساری کی ساری اولاد اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق سلسلہ احمدیہ سے رکھتی ہے اور دنیوی طور پر بھی سارے بیٹے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ کم از کم سترہویں گریڈ کے ملازم ہیں۔ صرف ایک بیٹا ابھی زیرِ تعلیم ہے۔

تینوں بیٹیاں اپنے اپنے گھروں میں شاد کام ہیں۔ اور ان کا گھر چار بہوؤں سے آباد ہے۔

آپ نے عالمِ بیوگی میں صرف اپنے گھر کو ہی نہیں سنبھالا بلکہ اپنے حلقہ کی لجنہ اماء اللہ کی بھی خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ سالہا سال تک سیکرٹری مال کی حیثیت سے اور عمر کے آخری آٹھ سال صدر حلقہ مصطفےٰ آباد لاہور کی حیثیت سے گرانقدر خدمات بجالاتی رہیں۔ جو ظاہری حالات کے اعتبار سے حیران کن امر ہے۔

برادرم عبدالودود صاحب نے مجھے بتلایا کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے، آپ کو باقاعدگی سے نماز پڑھتے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے، محلہ کے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھاتے اور سکھلاتے دیکھا ہے۔ نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کے بارہ میں اتنی سختی کرتیں کہ جس روز ہم سے سستی ہو جاتی، ہمیں کھانا نہ ملتا۔ اور اس وقت تک نہ ملتا جب تک ہم اس کوتاہی کی تلافی نہ کر لیتے۔ بچوں کی تربیت کے بارہ میں اتنا اہتمام کرتیں کہ کسی بچے کو بغیر بتائے گھر سے جانے اور غیر معمولی طور پر گھر سے باہر رہنے کی اجازت نہ دیتیں اور مغرب کے بعد تو کسی صورت گھر سے جانے نہ دیتیں۔

سلسلہ کے لئے قربانی اور خدمت کا جذبہ آپ کا اصل سرمایہ تھا۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ سالہا سال تک مقامی لجنہ کے اہم عہدے آپ کے پاس رہے اور آپ نے ان عہدوں کا حق ادا کیا۔ اس بات کی گواہی حلقہ مصطفےٰ آباد کے ہر احمدی دوست کی زبان پر ہے۔ سیکرٹری مال کا عہدہ اچھا خاصا وقت اور تگ و دو کا متقاضی ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی بیماری کے باوجود اپنے مفوضہ فرض کی انجام دہی کے لئے دوڑ دھوپ کرتی رہتیں، حتیٰ کہ بعض اوقات صبح سے شام تک کھانا کھائے بغیر خدمتِ دین میں مصروف رہتیں، اس دوران آپ کا بلڈ پریشر ۲۰۰ اور کبھی ۲۵۰ درجہ تک بھی پہنچ جاتا مگر آپ کام مکمل کر کے ہی دم لیتیں۔ لجنہ کا کوئی اجلاس ایسا نہیں گذرا، جس میں آپ شامل نہ ہوئی ہوں پھر شہر اور ضلع کی سطح پر ہونے والے اجلاسات اور اجتماعات میں شمولیت اور حسبِ توفیق انتظامات میں حصہ بٹانا آپکا معمول تھا۔ اور مرکز میں ہونے والے اجتماع اور جلسہ سالانہ میں تو شرکت بڑے شوق اور اہتمام سے کرتیں۔

نظامِ سلسلہ کے ساتھ یہ تعاون صرف آپ کی ذات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ نے خدمت کا یہ جذبہ اور وفا شعاری کی یہ روح اپنے بچوں میں بھی پیدا کی۔ چنانچہ آج آپ کے سارے بچے اپنی اپنی جگہ حسبِ توفیق خدمتِ سلسلہ بجالا رہے ہیں۔ چند سال قبل آپ کے چار بیٹوں پر کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر تعزیرات پاکستان کے تحت پرچہ بھی ہوگیا تھا۔ مقدمہ درج ہونے پر چاروں بیٹوں کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ جس کی وجہ سے رات تک بیٹے گھر نہ آسکے۔ اور چونکہ آپ کو اس حادثہ کا علم نہ تھا اس لئے آپ بہت پریشان ہوئیں لیکن جونہی آپ کو یہ خبر ملی کہ آپ کے بیٹے کلمہ کیس کے باعث تھانہ حوالات میں ہیں تو آپ پُرسکون ہوگئیں۔ یہ مقدمہ چھ سال تک چلتا رہا۔ اور آپ کی وفات کے چند دن بعد متعلقہ عدالت نے اپنے فیصلہ میں چاروں کو بری کر دیا ہے۔

اپنے پیارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں اسیرانِ راہِ مولےٰ کے ساتھ ایک گہری وابستگی تھی۔ دعاؤں کے لئے تو خصوصی طور پر دو نفل روزانہ پڑھتیں، جن میں صرف اسیران کے لئے ہی گریہ وزاری ہوتی۔ اپنے بیٹے عبدالودود صاحب کو باقاعدگی سے اسیران کی ملاقات کے لئے بھیجتی رہی ہیں۔ کچھ عرصہ گذر جانے پر اپنے بیٹے کو کہنے لگتیں کہ جاؤ اسیران سے ملاقات کر کے آؤ۔ عبدالودود صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب وہ ملاقات کر کے واپس گھر پہنچتے تو والدہ صاحبہ بڑے شوق اور بیقراری کے ساتھ اسیران کے حالات معلوم کرتیں۔ جب کبھی ملاقات کے لئے جانا ممکن نہ ہوتا تو اصرار کے ساتھ خط لکھواتیں اور جب خط کا جواب ملتا تو اسے بار بار پڑھتیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ موصوفہ کو اس اخلاص اور وفا کا بے پناہ اجر عطا فرمائے۔ میرا یقین ہے کہ یہ دعائیں اپنے وقت پر رنگ لائیں گی۔ کاش کہ اس وقت یہ پیاری ہستیاں بھی موجود ہوں اور خوشیوں میں شامل ہوں۔

سیّدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ کی تحریکات پر لبیک کہنا آپ کی زندگی کا حصہ بن چکا تھا۔ وقتاً فوقتاً ہونے والی مالی تحریکات میں حسبِ استطاعت ضرور حصّہ لیتیں۔ وقفِ عارضی کی تحریک میں مستقل طور پر شامل ہوتی رہیں۔ ہر سال اس تحریک کے لئے کچھ ہفتوں کا وقف پیش کرتیں حتیٰ کہ وفات کے دن بھی چھ ہفتوں کے لئے وقفِ عارضی کی مرکز کی طرف سے منظوری آئی تھی مگر افسوس کہ اجل نے آپ کو اب کی بار مہلت نہ دی مگر خدا تعالےٰ اس کا اجر آپ کو ضرور عطا فرمائے گا۔ اسی طرح حضور کی تحریک دعوت الی اللہ کا بے حد شوق اور ولولہ تھا۔ سب سے بڑھ کر تو آپ اپنے حسنِ اخلاق اور کردار کے باعث مجسّم دعوت الی اللہ بنی ہوئی تھیں، علاوہ ازیں کوئی بھی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتیں جہاں علمی اور منطقی دلائل سے سمجھایا جا سکتا ہو۔ اور اپنے احمدی ہونے کو کبھی بھی چھپاتی نہ تھیں بلکہ اس کا فخریہ اظہار باعثِ مسرت سمجھتی تھیں۔

آپ کی ایک عظیم الشان نیکی اور صدقہ جاریہ بچوں کو قرآن کریم سکھانا ہے۔ یہ سلسلہ ایک لمبے عرصہ سے آپ نے جاری کر رکھا تھا اور وفات تک سینکڑوں بچوں کو آپ نے قرآن کریم پڑھایا۔ اس بارہ میں آپ نے کبھی بھی احمدی یا غیر از جماعت بچوں کی تمیز نہیں کی۔ بلکہ جو بچہ بھی آگیا اُسے کمال شفقت اور کمال توجہ سے پڑھایا۔

اب انکے بیٹوں نے یہ عہد کیا ہے کہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا سلسلہ اپنی والدہ کی یاد میں ہمیشہ جاری رکھیں گے، چنانچہ یہ فریضہ اب انکی بہوئیں ادا کر رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور موصوفہ کی یہ نیکی زندہ اور جاری رہے۔

آپ کی ایک خوبی حسنِ معاشرت، حسنِ معاملہ اور خدا ترسی و ہمدردی کی مثلث بناتی ہے۔ آپ گھر میں یا گھر سے باہر کبھی کسی سے نہ الجھتیں۔ ہر ایک کے ساتھ معاملہ صاف رکھا۔ سیدھی اور کھری بات کی ہمدردی و خدا ترسی کا دائرہ اپنے متعصب مخالفین تک وسیع تھا۔ ان سے حسنِ سلوک، ان کے غم میں شریک ہونا آپ کی خاص خوبی تھی۔

آپ دیگر محتاج اور ضرورتمند اہلِ محلّہ کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھتیں اور اس طرح سے ان کا خیال رکھتیں کہ ان کے گھروں میں جا کر ان سے حال احوال دریافت کرتیں انہیں سودا سلف تک بازار سے لا دیتیں، اور اس غرض کے لئے بعض اوقات انہیں کئی کئی چکر لگانے پڑتے، اسی طرح اپنی ضروریات کے لئے غریب عورتیں بھی آپ کے پاس آ جاتیں۔ اور بعض اوقات کپڑے تک دے جاتیں کہ سی دیں۔ اس معاملہ میں بعض عورتیں زیادتی بھی کر جاتیں مگر آپ کمال تحمّل کا مظاہرہ کرتیں اور ماتھے پر بل تک

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد احمد شمس ۔ امریکہ

خلائی سوٹ

خلا باز خلا میں چہل قدمی کرنے کے لئے جو سوٹ پہنتے ہیں اسے سائنسی زبان میں EMU کہتے ہیں۔ خلا میں خطرناک شعاعیں اور دوسری بعض اشیاء (شہاب ثاقب کے ٹکڑے) ایک طرف سے دوسری طرف حرکت میں رہتی ہیں۔ اسی طرح سورج کی طرف رہنے والا حصہ ۱۲۰ ڈگری اور سائے والا حصہ منفی ۱۰۰ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ خلائی سوٹ خلا باز کو خلا میں اس قسم کی سخت گرمی سردی سے بچاتا ہے۔ خلائی سوٹ بہت سے حصوں کو جوڑ کر بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح اس سوٹ کی کئی تہیں ہوتی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔ سوٹ کے اندر پانی کے لئے، آکسیجن کے لئے بنائی جانے والی نالیوں کو پنکچر سے بچانے والی تہہ۔ موسمی اثرات سے بچانے والی تہہ اور خلا باز کو بیرونی دباؤ سے بچانے والی تہہ۔

جب خلائی سوٹ کے تمام حصوں کو (جن میں مختلف تہیں۔ آکسیجن۔ پینے کا پانی۔ ٹھنڈا پانی۔ ردی کی ٹوکری۔ کاربن ڈائی اکسائڈ گیس کو پھینکنے والی ٹوکری۔ الیکٹریکل پاور اور خلائی جہاز سے رابطہ کرنے کے لئے سسٹم شامل ہیں) جوڑا جاتا ہے تو یہ ایک چھوٹا سا خلائی جہاز لگتا ہے جس میں صرف ایک آدمی سمو سکتا ہے۔ اس سوٹ کا زمین پر ۱۲۲ کلوگرام وزن بنتا ہے۔ خلا میں اس سوٹ کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ تاہم اس خلائی سوٹ کی کمیت MASS ہوتی ہے جس کا اثر خلا باز کی حرکت میں تبدیلی پر پڑتا ہے۔ پیشتر اس کے کہ اس خلائی سوٹ کے مختلف حصوں کی تفصیل بیان کی جائے خلائی سوٹ کی تاریخ بیان کرنا دلچسپی کا باعث ہوگی۔ ۱۹۳۰ء میں بلندی پر پہنچنے اور تیز رفتار سے جہاز چلانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دوڑ شروع ہوئی۔ ان ہوابازوں میں ایک امریکن ہواباز ولے پوسٹ بھی شامل تھا۔ اسی دوران تجربہ کی بنیاد پر ہوابازوں کو علم ہوگیا تھا کہ ہوا کا دباؤ بلندی بڑھنے سے کم ہو جاتا ہے۔ ۵۵۰۰ میٹر پر ہوا کا دباؤ سمندر کی سطح کے دباؤ کی نسبت آدھا رہ جاتا ہے۔ ۱۲۲۰۰ میٹر بلندی پر ہوا کا دباؤ آکسیجن اتنی کم ہو جاتی ہے کہ تمام جاندار ختم ہو جاتے ہیں۔ امریکن ہواباز ولے پوسٹ کو بلندی پر پہنچنے کا ریکارڈ قائم کرنے کے لئے ایک سوٹ درکار تھا جس میں ہوا کا دباؤ قائم رکھا جا سکتا ہو۔ اس نے جہاز کے انجن کے ذریعے اس سوٹ کا دباؤ قائم رکھا لیکن یہ دقت پیدا ہوئی کہ سوٹ میں دباؤ کی وجہ سے وہ جہاز میں ساکت ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ اس سوٹ میں تبدیلی کی گئی۔ اس تبدیلی کی وجہ سے وہ ہاتھ اور پاؤں کو آسانی سے حرکت میں لا سکتا تھا۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۶۰ء کے درمیان بہتر خلائی سوٹ کیلئے مختلف سمتوں میں ریسرچ کی گئی۔ اس ریسرچ کے دوران یہ بھی علم ہوا کہ خلا میں انسان کو سمندری سطح پر درکار آکسیجن کی نسبت صرف پانچواں حصہ آکسیجن درکار ہے۔

اس عرصہ کے دوران امریکہ کی خلائی ایجنسی ناسا نے انسان سوار مرکری خلائی پرواز پروگرام شروع کیا۔ اس پرواز پر جو خلائی سوٹ استعمال کیا گیا۔ اس میں دو تہوں کے درمیان آکسیجن۔ اندرونی تہہ ایسے کپڑے کی بنائی گئی جس پر نیوپرین کی تہہ چڑھائی گئی تھی۔ باہر والی تہہ ایسی نائیلون سے بنائی گئی تھی جس میں ایلومینیم دھات ملائی گئی تھی۔ سر اور ہاتھوں کی حرکت بیرنگ کے استعمال سے آسان بنائی گئی۔ مرکری خلائی پروازوں کی تعداد چھ تھی۔ اس کے بعد جیمنی پروگرام کی دس پروازیں خلا میں بھیجی گئیں۔ ان پروازوں کے دوران خلائی سوٹ کی صلاحیت میں جو اضافہ کیا گیا وہ یہ تھا کہ اگر خطرے کے وقت خلائی جہاز سے کودنا پڑے تو یہ سوٹ جان بچانے کا کام دے۔ جیمنی پروگرام کی پروازوں کے دوران خلائی سوٹ اتنا آرام دہ بنا دیا گیا تھا کہ یہ سوٹ کئی دنوں کے لئے پہنا رکھا جا سکتا تھا۔ تین جون ۱۹۶۵ء کو ایڈ وائٹ جیمنی پرواز نمبر ۴ سے آدھ گھنٹے کے لئے خلا میں اترا۔ اس دوران اس کا خلائی جہاز سے پائپ کے ذریعہ رابطہ برقرار رہا اور اسی پائپ کے ذریعہ اسے آکسیجن بھی مہیا کی جاتی رہی۔ ان جیمنی پروازوں کے دوران مزید تحقیق سے علم ہوا کہ خلا میں چہل قدمی اتنی آسان نہیں ہے جتنی بظاہر نظر آتی تھی۔

گو جیمنی پروازوں کے دوران انسان پہلی مرتبہ خلا میں اترا۔ تاہم خلا میں پہلی چہل قدمی اپالو کی خلائی پروازوں کے دوران ہوئی۔ چہل قدمی کے دوران چونکہ خلائی سوٹ میں زیادہ لچک کی ضرورت تھی تاکہ انسان چاند سے پتھر اور مٹی اٹھا سکے۔ اس لئے خلائی سوٹ میں مزید تبدیلی کی گئی۔ اسی طرح خلا باز کی کمر پر ایک مزید سسٹم کا اضافہ کیا گیا تاکہ بجائے پائپ کے ذریعے خلائی کیپسول سے آکسیجن لینے کے اس سسٹم سے ضرورت کے مطابق آکسیجن لی جائے۔ یہ سسٹم آٹھ گھنٹے کیلئے آکسیجن سپلائی کر سکتا ہے۔ لیکن واپس خلائی جہاز یا خلائی سٹیشن میں آکر اس سسٹم کو دوبارہ آکسیجن سے بھرا جا سکتا ہے۔ اپالو پروگرام کی پروازوں کے دوران ۱۲ خلا بازوں نے ۱۶۱ گھنٹے چاند پر چہل قدمی کی۔ اپالو پروگرام کی پروازوں کے بعد امریکہ کی خلائی ایجنسی ناسا نے خلا میں پہلا سٹیشن بنانے کا پروگرام بنایا۔ اس خلائی سٹیشن کا نام سکائی لیب رکھا گیا۔ یہ خلائی سٹیشن ۱۹۷۳ء میں خلا میں رکھا گیا۔ خلائی سوٹ کی اہمیت کا اندازہ اس وقت بھی ہوا۔ جب سکائی لیب سٹیشن کے ایک حصہ کو نقصان پہنچا اور اس کی مرمت کی ضرورت تھی۔ خلائی سوٹ کی بدولت ہی خلا باز اس کو مرمت کر سکے۔

اب ذیل میں خلائی سوٹ کے مختلف حصوں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے

۱۔ بنیادی زندگی قائم رکھنے والا سسٹم

یہ خلائی سوٹ کا بہت اہم حصہ ہے جو خلا باز کی کمر پر باندھا جاتا ہے۔ اس سسٹم میں خلا باز کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے کنٹرول اور مشاہدہ کے تمام آلات شامل ہوتے ہیں۔ اس سسٹم میں آکسیجن سپلائی کرنے والا، دباؤ برقرار رکھنے والا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کو صاف کرنے والا' آلات شامل ہیں۔ اس سسٹم میں ایک چھوٹا سا کمپیوٹر بھی ہوتا ہے جو اس سسٹم کے کسی بھی حصہ کے خراب ہونے پر فوراً خلا باز کو مطلع کرتا ہے تاکہ وہ خلائی سٹیشن یا خلائی شٹل میں واپس چلا جائے۔

۲۔ حرکت دینے والا سسٹم

اس سسٹم میں ۲۴ چھوٹے یونٹ ہوتے ہیں۔ جو مختلف سمتوں میں اور مختلف حرکت دینے میں مدد دیتے ہیں۔ ان تمام یونٹ میں نائٹروجن گیس ہوتی ہے۔ یہ یونٹ x، y اور z کی جانب اور اسی طرح خلا باز کو گھومنے میں مدد دیتے ہیں۔

۳۔ حرکت دینے والے سسٹم کی لائٹس

خلا باز چہل قدمی کے ساتھ ساتھ حرکت دینے والے یونٹ کے پٹرول یا گیس پر بھی نظر رکھتا ہے اور یہ ہیلمٹ کے سامنے والی پلیٹ پر لائٹ سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ آدھا پٹرول خلائی شٹل سے دور جانے میں اور آدھا واپس آنے میں استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ خلائی شٹل سے باہر چہل قدمی میں مدد دینے والی لائٹ

یہ لائٹس خلا باز کے ہیلمٹ کے دونوں جانب ہوتی ہیں اور ان اشیاء اور جگہ پر خلا باز کو دیکھنے میں مدد دیتی ہیں جہاں سورج اور خلائی شٹل سے لائٹ نہیں پہنچ پاتی۔ ان لائٹس کی اپنی بیٹری ہوتی ہے۔ یہ لائٹس خلا بازوں کو خلائی سٹیشن بنانے میں بھی مدد دیتی ہیں۔

۵۔ رنگین ٹیلیویژن کیمرہ

اس کیمرہ کا لینز سسٹم ڈاک کی ٹکٹ کے برابر ہوتا ہے اور ہیلمٹ کے اوپر لگا ہوتا ہے ٹیلیویژن سسٹم شٹل اور مشن کنٹرول کے ساتھ رابطہ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیمرہ ہیلمٹ پر اس طرح لگایا جاتا ہے کہ کیمرہ اور خلا باز کی آنکھ کی سمت بالکل ایک جانب ہوتی ہے۔ چنانچہ زمین پر مشن کنٹرول اور شٹل میں بیٹھے دوسرے خلا باز بالکل وہی اور اسی زاویہ پر کسی چیز کو دیکھ رہے ہوتے ہیں جس پر خلا باز خلا میں دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اس طرح خلا میں چہل قدمی کے دوران اگر خلا باز کو دقت پیش آئے تو زمین میں مشن کنٹرول سے یا شٹل سے اس کو رہنمائی دی جاتی ہے

۶۔ ہیلمٹ کے اوپر لگی ہوئی سورج سے بچانے والی شیٹ

یہ شیٹ خلا باز کو سورج کی نقصان دہ روشنی اور نقصان دہ شعاعوں سے بچاتی ہے (زمین پر پہنچنے سے پہلے چونکہ روشنی اوزون کی تہہ سے گذر کر آتی ہے اس لئے کئی قسم کی خطرناک شعاعیں زمین پر نہیں پہنچنے پاتیں۔ اسی لئے ترقی یافتہ ملکوں میں اس طرف رجحان ہے کہ زمین پر ہر اس چیز کے استعمال سے اجتناب کیا جائے جس کا اثر اوزون کی تہہ پر پڑتا ہو) اسی طرح ہیلمٹ میں ایک ٹیوب آتی ہے جو خلا باز کے منہ کے قریب تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ ٹیوب خلا باز کے لئے ٹھنڈا پانی پہنچاتی ہے اسی طرح خلا باز کے لئے ہلکے ناشتے کا انتظام بھی خلائی سوٹ کے اندر ہی ہوتا ہے

۷۔ رابطہ کے لئے مائیکروفون

خلا باز کا خلا میں چہل قدمی کے دوران خلائی شٹل اور زمین پر مشن کنٹرول سے رابطہ قائم رہنا بہت ضروری ہے۔ ہیلمٹ کے اندر منہ کے قریب مائیکروفون خلا باز کی کمر پر ریڈیو سسٹم سے جوڑا جاتا ہے اسی طرح خلا باز کے کانوں کے قریب گفتگو سننے کے لئے آرام دہ مائیکروفون ہوتے ہیں۔

۸۔ ۳۵ ملی میٹر ساکت کیمرہ

یہ کیمرہ خلا باز کو حرکت دینے والے یونٹ کے ساتھ لگایا جاتا ہے اور اس کا زاویہ ہمیشہ خلا باز کی آنکھ کے زاویے پر ہوتا ہے۔ یہ کیمرہ شٹل زمین اور دوسری

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

کرتے ہو اسی طرح اگر دُنیا کی ہر قوم کے بڑے بڑے صادق اور راستباز جنہوں نے راستبازی کی خاطر اپنا وطن جان و مال عزت کی بھی پرواہ نہ کی خدا کے وجود کی شہادت دیں۔ کہ وہ ہے اور اس نے اپنا وجود ہم پر ظاہر کیا۔ ہم سے باتیں کیں۔ ہمیں بشارتیں دیں جو پوری ہوئیں۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق تباہی و بربادی کی پیش از وقت خبر دی جو عین وقت پر پوری ہوئی تو کیا وجہ ہے کہ ایسی زبردست شہادت کا دہریے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک دہریہ جج ہو۔ اس کی عدالت میں قتل کا مقدمہ در پیش ہو۔ اور دو صادق راستباز حلفی شہادت دیں۔ کہ ہمارے سامنے زید نے بکر کو قتل کیا ہے۔ تو یقیناً وہ دہریہ جج زید کو پھانسی کی سزا دیگا حالانکہ دہریوں کے اصول کے مطابق خود اس جج نے جو قتل کا وقوعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن پھر بھی اسے ضرور پھانسی کی سزا دیگا کیوں؟ صرف اسی لئے کہ دنیا کا تمام کاروبار صادقوں اور راستبازوں کی شہادت پر چل رہا ہے۔ غرض مذکورہ بالا تین ایسے اصول ہیں جن سے ہم کسی چیز کے وجود کو ثابت کر سکتے ہیں۔

اوّل۔ حواس خمسہ

دوم۔ اشیاء کے خواص اور افعال کے نتائج اور اثرات

سوم۔ سماع یعنی راستبازوں اور صادقوں کی شہادت۔

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

اور موضوع سے متعلق تقریر امام بیت الفضل لندن نے کی ہے اور میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اگلے دن ایلنگ کے ایک اخبار نے بھی میٹنگ کی رپورٹ میں ان صدارتی ریمارکس کا ذکر کیا۔ یہ محض دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے ہوا ورنہ ؏ من آنم کہ من دانم۔

داعی الی اللہ کو اپنے اندر ایک ضروری خصوصیت یہ بھی پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ توکّل کے مقام پر ہو۔ اپنی کوشش کو انتہاء پر پہنچا کر پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ اللہ تعالیٰ صاحب ایمان کے توکل کا لحاظ رکھتا ہے اور اس کو کامیابی بخشتا ہے۔

۱۹۵۹ء کے نومبر میں مَیں نے یہ ارادہ کیا کہ انگلستان سے کوئی ماہوار رسالہ نکالوں۔ یہ کام بے حد مشکل تھا۔ ایک طرف مالی مشکلات اور دوسری طرف اپنی کم علمی اور کم مائیگی۔ لیکن دعاؤں کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ جنوری ۱۹۶۰ء سے رسالہ جاری کر دیا جائے۔ مرکز نے یہ شرط عائد کر دی کہ رسالہ کو لندن مشن یا مرکز سے کسی قسم کی کوئی مالی امداد نہیں دی جائے گی۔ خاکسار نے یہ شرط قبول کر لی اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے جنوری ۱۹۶۰ء میں "دی ۔۔۔ ہیرلڈ" کے نام سے ماہوار رسالہ کا اجراء کیا۔ اخراجات پورے کرنے کے لئے ان دنوں مجھے رات کو دو دو بجے تک ہوٹلوں اور ریسٹورانوں کا طواف کرنا پڑتا تھا۔ کہ ان سے اشتہارات حاصل کر سکوں۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ پہلے سال متواتر اتنے اشتہارات ملتے رہے کہ رسالہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ سال کے بعد مرکز نے نصف امداد دینی شروع کر دی۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کمال مہربانی سے قریباً درجنوں مضامین اس کے لئے عطا فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

نہ آتا۔ چونکہ آپ نے مرغیاں بھی پال رکھی تھیں، ایک روز ایک غریب عورت آئی آپ نے اسے ایک انڈہ دیا تو وہ عورت کہنے لگی "آپا! یہ تو چھوٹا سا ہے"۔ آپ کے بیٹے کا بیان ہے کہ آپ نے ذرا بھر تامل کئے بغیر اس کے سامنے انڈوں والا برتن یہ کہتے ہوئے رکھ دیا کہ 'میں نے تو سب سے بڑا ہی دیکھ کر دیا تھا تاہم اگر تمہیں اس سے بڑا نظر آتا ہے تو وہ لے لو'۔

آپ نے اپنے اہل محلہ سے تعلق اور ان کی خدمت اور راہنمائی کا سلسلہ فوت ہونے کے بعد بھی نہیں چھوڑا۔ آپ کے بیٹے کا بیان ہے کہ 'امی جان کی ایک گہری سہیلی کا لڑکا اغوا ہو گیا۔ قریباً ایک ماہ تک لاپتہ رہا اور وہ بہت پریشان رہیں۔ کچھ دنوں بعد ہم اس کے گھر گئے تو ان کی سہیلی نے بتایا کہ کل رات آپ کی والدہ مجھے خواب میں ملی۔ ہیں اور کہا ہے کہ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو تمہارا لڑکا جلد مل جائے گا۔ اور واقعتہً اُس کے چند روز بعد اس کا لڑکا مل گیا۔

آپکا حُسن سلوک، حُسن اخلاق اور حُسن سیرت ہی ہے کہ اپنے اور بیگانے سب آپکی وفات پر اشکبار و دلفگار ہوئے اور اس کثرت سے آپ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے کہ سب حیران رہ گئے، کئی دنوں تک آپ کی تعزیت کے لئے آتے رہے۔

آپ نہایت درجہ دعاگو بزرگ تھیں نمازیں التزام سے ادا کرتیں اور ہر مقام کو اپنی پُرسوز اور مضطرب دعاؤں سے معمور رکھتیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستجاب الدعوات بھی تھیں۔ وفات سے ایک روز قبل اپنے بیٹے عبدالودود کے ساتھ نماز ادا کی اور سجدہ میں غیر معمولی گریہ و زاری کی۔ نماز کے بعد اپنے بیٹے سے کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ میری ساری دعائیں قبول فرماتا رہا ہے۔ اب میری دعا ہے کہ وہ مجھے کسی کا محتاج نہ کرے، اور پھر بڑے مان سے کہا "دیکھنا میری یہ دعا بھی قبول ہوگی" پھر ہم سب نے دیکھا کہ واقعی یہ دعا حرف بحرف پوری ہوئی۔ اگلے روز جمعۃ المبارک تھا۔ اور اپنی ایک رشتہ دار عزیزہ کی منگنی کی تقریب تھی۔ آپ نے اس کے رشتہ طے کرانے میں بڑی مدد کی تھی۔ چنانچہ آپ بڑے اشتیاق اور اہتمام کے ساتھ اس میں شرکت کے لئے تیاری کر کے اس کے گھر چلی گئیں۔ ان کے گھر آپ کی طبیعت بگڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اور سارے افرادِ خانہ دیکھتے ہی رہ گئے، پانی تک نہ پیا، ڈاکٹر کا آنا تو دُور کی بات اس طرح انکی آخری خواہش اور دعا بھی حرف بحرف پوری ہوئی اور آپ ہر کسی کی اور ہر قسم کی احتیاج سے محفوظ اپنی حقیقی منزل پر پہنچ گئیں۔

سب قارئین سے میری یہ درخواست ہے کہ موصوفہ کے لئے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت کا سلوک فرمائے انکے درجات بلند فرمائے، انکی نیکیوں، دعاؤں اور قربانیوں کا سلسلہ انکی اولاد کے ذریعہ زندہ اور جاری و ساری رکھے۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

اشیاء جن کا مطالعہ مقصود ہوتا ہے، کی تصویر لینے کے کام آتا ہے اس کیمرے کا سوئچ خلاباز کے دستانے پر ہوتا ہے۔ خلاباز جس چیز کی فوٹو لینا چاہتا ہے اس سوئچ کے ذریعہ لیتا ہے۔ فوٹو لینے کے دوران کیمرہ خود ہی اس چیز کو فوکس کرتا، پکچر لیتا اور پھر اگلی پکچر کے لئے تیار ہوتا ہے۔

۹ ایمرجنسی والو اگر خلاباز کو سپلائی کرنے والا بنیادی سسٹم ناکام ہو جائے تو خلاباز اس ایمرجنسی والو کے ایک دوسرے سسٹم سے آکسیجن اور پانی حاصل کرتا ہے۔ یہ دوسرا سسٹم خلاباز کو تیس سے ساٹھ منٹ تک بنیادی سہولتیں میسر کر سکتا ہے۔

۱۰۔ پانی ٹھنڈا کرنے والا کنٹرول والو۔

خلاباز اپنے جسم کا ٹمپریچر خلائی سوٹ کے اندر نالیوں کے ذریعے بہنے والے پانی کے ٹمپریچر کو کنٹرول کرنے سے کر سکتا ہے۔ کنٹرول والو یا ٹمپریچر کے نمبر خلاباز کے بازو پر شیشے سے منعکس ہو کر خلاباز کو دکھائی دیتے ہیں۔ اسی لئے کنٹرول والو کے نمبر الٹے ہوتے ہیں جو شیشے سے منعکس ہو کر خلاباز کو سیدھے دکھائی دیتے ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دُعا: مکرم نظام الدین صاحب مہمان سابق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے گھٹنے میں عرصہ سے درد چلا آرہا ہے۔ جسکی وجہ سے چلنے پھرنے میں شدید تکلیف ہوتی ہے۔

○ مکرم صلاح الدین صاحب دارالعلوم غربی کے بیٹے کمال الدین صاحب کی کار کے حادثہ میں دائیں ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے جمعرات کو اپریشن ہو گیا ہے۔

○ مکرم عبدالبصیر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گرمولا ورکاں گوجرانوالہ کو فیصل آباد سے ربوہ آتے ہوتے مورخہ ۹ فروری ۹۲ء کو ایک حادثہ پیش آیا جس سے ان کے بائیں بازو میں فریکچر آگیا ہے۔

○ مکرم محمد سلیمان صاحب احمد نگر سانگرہ کے بیٹے عزیز ارشد علی بعمر ۱۴ سال کا سائیکل پر آتے ہوئے ویگن کیساتھ ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے دماغ میں سخت چوٹیں آئی ہیں الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہے

○ محترمہ نصیرہ نزہت صاحبہ اہلیہ حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب کو کینیڈا میں گر جانے کی وجہ سے شدید چوٹیں آئی ہیں۔

○ مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب آف فیصل آباد جگر کی خرابی کی وجہ سے بیمار ہیں

احباب ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں

ولادت: مکرمہ عامرہ محمود صاحبہ اور مکرم محمود احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۲۶ نومبر کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام نعمان احمد تجویز ہوا ہے۔

احباب اسکی درازئ عمر اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

نکاح: مکرم بشیر احمد مقبول کا نکاح ہمراہ فوزیہ ناہید بنت مکرم میاں ممتاز احمد صاحب ارشد دودہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے تیس ہزار روپیہ (-/۳۰۰۰۰) حق مہر پر مورخہ ۸ فروری ۹۲ء کو مکرم منظور احمد صاحب غالب نے دودہ میں پڑھا۔ دعا مکرم ملک جہانگیر محمد صاحب جوئیہ ایڈووکیٹ امیر ضلع خوشاب نے کرائی۔ احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ قومی بینکوں کے ڈیپازٹس میں حیران کن تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اور صرف ایک ہفتے کے اندر بینکوں کے ڈیپازٹس میں ۳۲ ارب ۵۰ کروڑ روپے سے زائد کا ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ بینکوں کے ڈیپازٹس میں اضافے کی وجہ ملک میں امن وامان کی نازک صورتحال ہے جس کی وجہ سے لوگ گھروں میں روپیہ رکھنا بند کر رہے ہیں۔

○ وفاقی حکومت نے بجلی کے فلیٹ ریٹ میں کمی کا بلوچستان حکومت کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے قومی اسمبلی میں صدر کے خطاب پر اپنی بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں طے شدہ منصوبہ کے تحت موت کے رقص میں دھکیل کر اجتماعی خودکشی پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ ملکی حالات انتہائی مایوس کن ہیں۔ صدر صاحب کو صرف اپنے دامادوں کا خیال ہوگا۔ لیکن مجھے اس ملک کے ہر بچے کا مستقبل عزیز ہے۔ اس سرزمین کا ہر بیٹا میرے لئے بلاول اور ہر بیٹی بختاور ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ملکی مفاد کی پالیسیاں اپنائے تو میں تعاون کرونگی۔ انہوں نے ملک میں نئے سوشل کنٹریکٹ کی بات دوہرائی۔

○ برطانوی ڈاکٹروں سے طویل مشورے کے بعد جام صادق کے لندن جانے کا امکان ہے۔ وہ استعفےٰ نہیں دیں گے۔ قائمقام وزیر اعلےٰ نامزد کر کے جائیں گے۔ تاہم ایم کیو ایم کے مشورے سے دیہی سندھ کی ایک قابل قبول شخصیت کو جانشین مقرر کرنے کا بھی امکان ہے۔

○ اقتصادی امور کے وزیر مملکت نے کہا ہے کہ علماء کے اصرار پر سود تو ختم ہو جائے گا لیکن ملکی معیشت بھی تباہ ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ سود کی لعنت تو مالی وسائل رکھنے والے اسلامی ممالک میں بھی ختم نہیں ہو سکی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ موجودہ نظام بینکاری کے حق میں حکومت کے پاس فتوے موجود ہیں۔

○ لاہور میں تاجروں نے پولیس کے خلاف تاریخی ہڑتال کر دی ہے۔ مال روڈ پر اتنے ٹائر جلائے گئے کہ شاہراہ قائد اعظم دھوئیں کے بادلوں میں چھپ گئی۔ چار گھنٹے تک لاہور کی سب سے بڑی مصروف شاہراہ پر ٹریفک بند رہی۔ تمام کاروباری مراکز اور بازار سنسان پڑے رہے یہ ہڑتال لاہور کے بازاروں میں قتل اور ڈکیتیوں کی وارداتوں کے بعد کی گئی۔ بعد ازاں مشتعل ہجوم نے اسمبلی پر ہلّہ بول دیا۔ تاہم پولیس کی بھاری جمعیت نے انہیں اسمبلی ہال کے دروازے میں داخل ہونے سے روک دیا۔

○ پختون لیڈر خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ اگر دیوار برلن توڑی جا سکتی ہے تو ڈیورنڈ لائن کا خاتمہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں قوم پرستی کی سیاست عروج پر ہے۔

○ جمیعت العلمائے اسلام کے سینیٹر سمیع الحق نے کہا ہے کہ اگر حکومت نے جھنگ میں دھاندلی کی کوشش کی تو کوئی سرکاری اہلکار جھنگ میں نظر نہیں آئے گا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت نے نظام شریعت کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔

○ وزیر اعظم پاکستان کے ریلیف فنڈ میں سے وسط ایشیا کی چھ مسلم ریاستوں کو ادویات کی پہلی کھیپ روانہ کر دی گئی ہے مزید امداد فروری کے آخر میں جائیگی۔

○ سابق نگران وزیر اعظم مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے منظم طریقے سے کھلے عام بلدیاتی انتخابات میں دھاندلی کی گئی ہے۔ یہ بلدیاتی انتخابات سرکاری اہلکاروں نے لڑے ہیں۔ انہوں نے کہا میں کسی مسلم لیگ کو تسلیم نہیں کرتا۔ آئی جے آئی تو دو سال پہلے ہی اناللہ ہو گئی تھی۔ تاہم انہوں نے کہا کہ سندھ میں ایسی صورتحال نہیں ہے کہ تبدیلی کی ضرورت پیش آئے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ حکمران یہ غلط فہمی دل سے نکال دیں کہ انکے خلاف عوامی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا کہ تمام لیڈروں کو اکٹھا کر کے میدان میں لے آئے تو پھر حکومت نہیں چلے گی۔

○ آزاد کشمیر میں کنٹرول لائن پر ہونے والے حکومتی تشدد کے خلاف تیسرے دن بھی مکمل ہڑتال رہی۔ احتجاجی جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ ٹریفک بھی معطل رہی۔

○ کراچی میں رینجرز سے فائرنگ کے تبادلہ میں ایک دہشت گرد ہلاک اور ۲ گرفتار ہوگئے۔

○ آل پارٹیز کانفرنس کا لانگ مارچ ۲، ۱ فروری کو ملتان سے شروع ہو رہا ہے۔ بے نظیر بھٹو اور نوابزادہ نصر اللہ خان کی قیادت میں یہ قافلہ ملتان ائرپورٹ سے روانہ ہوگا اور لودھراں کہروڑپکا میلسی دہاڑی بورے والا عارف والا پاکپتن سے ہوتا ہوا ساہیوال پہنچے گا۔ ساہیوال میں جلسے کے بعد دو تین دن کے وقفے سے لانگ مارچ کا دوسرا مرحلہ شروع ہوگا۔

○ حیدر آباد میں ایم کیو ایم کے ایک لمو کونسلر کو ہلاک کر دیا گیا۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اور اس کے لئے انسانی تدبیر ایک اور رنگ میں ظاہر ہوتی ہے جس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ لیکن انسان کو انسان کے ناطے انسان جس غرض اور مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس غرض اور مقصد کے حصول کے لئے ہر چیز کی اسے ضرورت ہے اس ہر چیز کے لئے اسے دعا کرنے کی بھی ضرورت ہے اس لئے کہ انسان کو بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے پیدا کیا گیا۔ اس لئے پیدا کیا گیا کہ وہ اس کا بندہ بنے (....) عبد بننے کے لئے پیدا کیا گیا۔ عبد بننے کے لئے صرف انسان کو پیدا کیا گیا۔ اس کائنات کی بے شمار مخلوق میں سے کسی اور چیز کو عبد بننے کیلئے نہیں پیدا کیا گیا۔ ان کی کیفیت (وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے) خدا تعالیٰ حکم دیتا چلا جاتا ہے وہ کرتے چلے جاتے ہیں ان کو نافرمانی کی طاقت بھی نہیں ملی۔ اس کا احساس بھی نہیں کیونکہ وہ کرتے ہی نہیں۔ لیکن چونکہ انسان ایک بلند مقصد کے لئے پیدا کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا عبد بنے اور اس کے پیار کو حاصل کرے اس لئے صرف انسان کے ساتھ یہ لگایا کہ دعا کرو۔ ملے گا۔ دعا نہیں کرو گے نہیں ملے گا۔ یعنی عبد بننے کے لئے اپنی انسانی زندگی میں کامیابی کے لئے۔ خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور پیار دیکھنے کے لئے۔ خدا تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے بے شمار عمل کرتے پڑتے ہیں جنہیں (دینی) اصطلاح میں اعمال صالحہ کہا جاتا ہے۔ انسانی زندگی کا ہر فعل اسی غرض کے لئے ہونا چاہیئے اور انسانی زندگی کے ہر فعل کو کامیابی حاصل کرنے کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ مارچ ۱۹۸۲ء)

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ
قائم شدہ ۱۹۷۸ء
پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ
فون نمبر ۵۹۲
کلاسیں صبح و شام — بیکار نہ رہیئے ہنر سیکھئے
داخلہ جاری ہے
ریفریجریشن اینڈ ائیر کنڈیشننگ۔ الیکٹریشن
داخلہ کے لئے تعلیم مڈل / میٹرک
مدت کورسز ۶ ماہ (۳۰۰ گھنٹے)
امتحان حکومت لیتی ہے۔ اور وہی سند جاری کرتی ہے۔
کلاسیں ۱-۳-۹۲ سے شروع ہونگی
پتہ

جرمن ہومیو پیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز۔ پوٹینسیاں اور بایو کیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں
کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ فون ۶۰۶